از عدالت عظمیٰ

# بہاری لال بتاترا

# بنام

# چیف سیٹلمنٹ کمشنر اور دیگران

[پی۔بی۔گجیندر گڈکر، سی۔جے۔، کے۔این۔وانچو، جے۔سی۔شاہ، این۔راجگوپالا آیانگر اور ایس۔ایم۔سیکری، جسٹس۔]

جائیداد مہاجرین-شہری علاقے میں پناہ گزین کو الاٹ کی گئی زمین-الاٹمنٹ قواعد-بے گھر افراد کے معاوضے اور بحالی کے قواعد، 1955، قاعدہ 2(ایچ) کے تحت غلط ہے۔

اپیل کنندہ کے والد پاکستان میں کافی زرعی جائیداد کے مالک تھے اور وہ تقسیم کے بعد اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ ہندوستان چلے گئے۔اپیل کنندہ کے والد کا الاٹمنٹ کے لیے کچھ غیر مطمئن دعوی تھا اور 29 دسمبر 1955 کو انہیں ایک مخصوص میونسپلٹی کے اندر شہری علاقے میں کچھ پلاٹ الاٹ کیے گئے۔اپیل کنندہ کے والد کا 1952 میں انتقال ہو گیا اور الاٹمنٹ دراصل اپیل کنندہ کو اس کے والد کے دعوے کے بدلے میں کی گئی تھی۔الاٹمنٹ ہونے پر، منیجنگ آفیسر کی طرف سے اپیل کنندہ کو ایک سناد جاری کی

گئی۔ جب اپیل کنندہ نے ان زمینوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تو جواب دہندگان نمبر دفعہ 4اور 5 کے ذریعے تنازعات اٹھائے گئے۔ان جواب دہندگان نے اسسٹنٹ کو منتقل کر دیا۔اس بنیاد پر الاٹمنٹ کی منسوخی کے لیے سیٹلمنٹ کمشنر کہ یہ متنازعہ پلاٹ بے گھر افراد کے معاوضے اور بحالی کے قواعد،1955 کی دفعہ 2(ایچ) کے معنی میں "شہری علاقے" کے اندر تھے اور اس لیے، اپیل کنندہ کو الاٹمنٹ قانون کے منافی تھی۔اسسٹنٹ سیٹلمنٹ کمشنر نے جواب دہندگان کی دلیل کو قبول کر لیا اور اپیل کی اجازت دی اور الاٹمنٹ منسوخ کر دی۔

اس کے بعد اپیل کنندہ نے چیف سیٹلمنٹ کامشنر کے پاس نظر ثانی کے لیے درخواست دی۔اس نے درخواست مسترد کر دی۔ پھر اپیل کنندہ نے ہائی کورٹ کے سامنے آئین کی دفعہ 226اور 227 کے تحت عرضی دائر کی۔ یہ درخواست بھی مسترد کر دی گئی۔ ہائی کورٹ نے ایکٹ کے تحت فٹنس کا سٹیفکیٹ دیا۔آئین کا133 اور اس لیے اپیل۔

منعقد:(i) جہاں الاٹمنٹ کرنے کا حکم اسسٹنٹ کمشنر یا سیٹلمنٹ کمشنر کے ذریعے الگ کر دیا گیا تھا، وہ لقب جو اس سند یا حکم کے جاری رہنے کی بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا، بھی اس کے ساتھ آتا ہے۔

شری متھو شہانی بمقابلہ یونین آف انڈیا، ]1964[ 7 ایس سی آر 103،۔انحصار کیا۔

(2) اپیل کنندہ کی یہ دلیل کہ بے گھر افراد کے معاوضے اور بحالی کے قواعد، 1955 کی دفعہ 2(ایچ)، قانون کی خلاف ورزی کے طور پر غیر آئینی تھی۔آئین کی دفعہ 14 کو نا کام ہونا چاہیے۔ یہ تنازعہ قاعدہ 2(ایچ) کی شق کی بنیاد پر ہے۔قاعدہ 2(ایچ) ایکٹ کی دفعہ 40 کے تحت بنایا گیا تھا۔ یہ قاعدہ دیگر قوانین کے ساتھ 21 مئی 1955 کو نافذ ہوا۔اپیل گزار کو الاٹمنٹ 29 دسمبر 1955 کو کی گئی تھی اور سند دو دن بعد جاری

کی گئی تھی۔ دوسرے لفظوں میں اپیل کنندہ کے حق میں الاٹمنٹ قاعدہ نافذ ہونے کے بعد کی گئی تھی اور جیسا کہ پروویسوٹو رمیں بیان کیا گیا ہے وہ "پہلے سے ہی" نہیں کی گئی تھی۔ 2 (ج)۔ لہذا، اگر الاٹمنٹ کی تاریخ کو زمین کسی شہری علاقے میں تھی، تو الاٹمنٹ تعریف کے مرکزی پیراگراف کے تحت ہوگی اور اس پروویسو کا کوئی اطلاق نہیں تھا۔

کہا جاتا ہے کہ امتیازی سلوک اس اصول پر مشتمل ہے جس میں اس کے نافذ ہونے کی تاریخ پر تقسیم کی لکیر کھینچی گئی تھی، تا کہ اس بات کا تعین کیا جا سکے کہ الاٹمنٹ درست تھی یا نہیں۔ اس طرح کا تنازعہ واضح طور پر خود متضاد ہے۔ ہر قانون کا ایک آغاز یا وقت ہونا چاہیے جہاں سے وہ کام کرتا ہے، اور کوئی بھی قاعدہ جو قانون کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتا ہے اسے محض اس وجہ سے غلط نہیں ٹھہرایا جا سکتا کہ اس سے قانون میں تبدیلی آتی ہے۔ بعض اوقات کسی اصول میں ناانصاف ہونے کی استدعا کرنا ممکن ہے جو ماضی سے متعلق اثر کے ساتھ کام کرنے کے لیے بنایا گیا ہے، لیکن یہ کہنا کہ ایک قاعدہ جو ممکنہ طور پر کام کرتا ہے وہ غلط ہے کیونکہ اس طرح ماضی اور مستقبل کے درمیان فرق پیدا ہوتا ہے، وہ ہے جسے قبول نہیں کیا جا سکتا۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار: 1962 کی سول اپیل نمبر 543! سول رٹ نمبر 678 / 1957 میں پنجاب ہائی کورٹ کے 26 نومبر 1959 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

درخواست گزار کی طرف سے بشن نارائن اور این این کیسوانی۔ بی کے کھنہ اور بی آر جی کے اچار، مدعا علیہ نمبر ا سے 3۔

ڈی این مکھر جی، مدعا علیہ نمبر 4 کے لیے۔

آر وی ایس منی اور ٹی آر وی شاستری، مدعا علیہ نمبر 5 کے لیے۔

12 مارچ 1964 ۔عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

آیانگر، جے۔-- یہ ایکٹ کے تحت اپیل کنندہ کی درخواست کو مسترد کرنے والے اس عدالت کے حکم کے خلاف پنجاب کی ہائی کورٹ کی طرف سے آرٹیکل 133 کے تحت دیے گئے فٹ نیس کے سٹیفکیٹ پر اپیل ہے۔آئین کی دفعہ 226۔

تنازعہ کا نقطہ ایک تنگ کمپاس کے اندر ہے اور اس لیے ہم جن بڑے پیمانے پر حقائق کی تجویز کرتے ہیں وہ صرف وہی ہیں جو ہمارے سامنے اٹھائے گئے تنازعات کی تعریف کرنے کے لیے متعلقہ ہیں۔اپیل کنندہ کے والد پاکستان میں علیحدہ زرعی جائیداد کے مالک تھے اور وہ تقسیم کے بعد اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ ہندوستان چلے گئے۔اپیل کنندہ کے والد کو ضلع امبالا کے گاؤں کھرار میں کافی حد تک زمین الاٹ کی گئی تھی، لیکن ہمیں اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اس کے پاس اب بھی کچھ غیر مطمئن دعوی تھا۔الاٹمنٹ کے لیے اور 29 دسمبر 1955 کو مینیجنگ آفیسر کے ذریعے انہیں نیم مستقل میعاد خاصرا نمبر 880، 881 اور 882 پر الاٹ کیا گیا تھا جو کہ کھرار کے میونسپل علاقے کے اندر تھے اور صرف الاٹمنٹ کی باقاعدگی سے اس اپیل کا تعلق ہے۔یہ بات قابل ذکر ہے کہ اپیل کنندہ کے والد کا 1952 میں انتقال ہو گیا تھا اور الاٹمنٹ دراصل اپیل کنندہ کو اس کے والد کے دعوے کے بدلے میں کی گئی تھی۔الاٹمنٹ ہونے پر، مینیجنگ آفیسر کی طرف سے 31 دسمبر 1955 کو اپیل کنندہ کو ایک سناد جاری کی گئی۔جب اپیل کنندہ نے ان زمینوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تو جواب دہندگان 4 اور 5 کے ذریعے تنازعات اٹھائے گئے۔وہ بے گھر افراد نہیں تھے لیکن انہوں نے دعوی کیا کہ اس جائیداد پر ان کا قبضہ ایک طویل تاریخ سے تھا جس سے انہیں پریشان نہیں کیا جا سکتا تھا اور یہ بھی کہ جائیداد جائز الاٹمنٹ کا موضوع نہیں ہو سکتی تھی۔ان جواب دہندگان نے الاٹمنٹ کی منسوخی کے

لیے اسسٹنٹ سیٹلمنٹ کمشنر سے رجوع کیا اور اس اپیل کی اجازت افسر نے دی جس نے پایا کہ ان تین خسرہ نمبروں پر مشتمل زمین بے گھر افراد کے معاوضے اور بحالی کے قواعد، 1955 کی دفعہ 2 (ایچ) کے معنی میں "شہری علاقے" کے اندر تھی اور اس کے نتیجے میں اپیل گزار کو الاٹمنٹ قانون کے منافی تھی۔ اس لیے انہوں نے الاٹمنٹ منسوخ کر دی۔ اس کے بعد آرٹیکل 226 اور 227 آئین ہند کے تحت اپیل کنندہ نے چیف سیٹلمنٹ کمشنر کو نظر ثانی میں درخواست دی اور وہاں کامیاب نہ ہونے کی وجہ سے آرٹس کے تحت ایک پٹیشن کے ذریعے ہائی کورٹ کا رخ کیا۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے، یہ درخواست خارج کر دی گئی تھی اور یہ اس برطرفی کی درستگی ہے جسے ہمارے سامنے اپیل میں چیلنج کیا گیا ہے۔

اپیل کنندہ کے فاضل وکیل جناب بشن نارائن نے اپیل کی حمایت میں اہم دو دلائل میں زور دیا۔ پہلا یہ تھا کہ (1) مینیجنگ آفیسر کی جانب سے 31 دسمبر 1955 کو صدر جمہوریہ ہند کے نام پر سنا د دیے جانے کے بعد، اپیل کنندہ نے جائیداد کا ناقابل عمل حق حاصل کر لیا اور یہ کہ اس حق کو صرف سناد میں موجود بنیادوں کے علاوہ ہٹایا نہیں جا سکتا، یہاں تک کہ الاٹمنٹ کے حکم کو اپیل یا نظر ثانی پر الگ کیے جانے کی صورت میں بھی۔ ہم نے شری متھوشاہانی اور دیگراں بنام یونین آف انڈیا وغیرہ میں اس نکتے پر غور کیا ہے۔ (1) جس کا اعلان 10 مارچ 1964 کو کیا گیا تھا اور وہاں کی وجوہات کی بنا پر کہا گیا تھا کہ اس درخواست کو مسترد کیا جانا چاہیے۔

دوسرا نقطہ جس پر انہوں نے زور دیا تھا، اور درحقیقت ہائی کورٹ کے سامنے یہ بنیادی دلیل تھی کہ بے گھر افراد کے معاوضے اور بحالی کے قواعد، 1955 کا قاعدہ 2 (ایچ) آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے غیر آئینی تھا اور اس لیے اپیل کنندہ کو اصل الاٹمنٹ کو جائز قرار دیا جانا چاہیے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس دلیل میں کوئی بنیاد نہیں

ہے۔ درحقیقت، ہم اس بنیاد کی تعریف کرنے سے قاصر ہیں جس پر تنازعہ پر زور دیا جا رہا ہے۔ بے گھر افراد (معاوضہ اور بحالی) ایکٹ، 1954 کی دفعہ 40 مرکزی حکومت کو سرکاری گزٹ میں نوٹیفکیشن کے ذریعے ایکٹ کے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے قواعد بنانے کے قابل بناتی ہے، اور خاص طور پر معاملات کی ایک تفصیلی فہرست پر۔ یہ تجویز نہیں کی گئی تھی کہ 1955 کے قواعد دفعہ 40 کے تحت مناسب طریقے سے نہیں بنائے گئے تھے۔ یہ قواعد 21 مئی 1955 کو شائع ہوئے جب وہ نافذ ہوئے۔ قاعدہ 2 (ایچ) جس کی صداقت ان کارروائیوں میں مضمر ہے وہ ایک قاعدہ ہے جس میں تعریفیں شامل ہیں۔ قاعدہ 2 (ایچ) پڑھتا ہے، مواد کو نکالنے کے لیے:

2."ان اصولوں میں، جب تک کہ سیاق وسباق دوسری صورت میں ضروری نہ ہو-(a) سے(g)-.........

(h)'شہری علاقہ ' سے مراد کارپوریشن، میونسپل کمیٹی، نوٹیفائیڈ ایریا کمیٹی، ٹاؤن ایریا کمیٹی، چھوٹے علاقے کی حدود میں کوئی بھی علاقہ ہے۔ ٹاؤن کمیٹی، چھاؤنی یا کوئی دوسرا علاقہ جسے مرکزی حکومت وقتاً فوقتاً مطلع کرتی ہے۔
بشرطیکہ پنجاب اور پٹیالہ اور مشرقی پنجاب ریاستی یونین کی ریاستوں میں پہلے سے بنائی گئی دیہی زرعی زمینوں کی نیم مستقل الاٹمنٹ کی صورت میں شہری علاقے کی حدود ویسی ہی ہوں گی جیسی وہ 15 اگست 1947 کو موجود تھیں۔

اس قاعدے کی شق میں دیہی زرعی زمینوں کے الفاظ کی جگہ 1957 کے ترمیم شدہ نوٹیفکیشن میں 'دیہی علاقے میں' کے الفاظ شامل کیے گئے تھے، لیکن یہ ترمیم واضح طور پر کوئی اہمیت نہیں رکھتی ہے۔" دیہی علاقے کی تعریف قاعدہ 2 (ایف) کے ذریعے کی گئی

ہے جس کا مطلب ہے ' کوئی بھی ایسا علاقہ جو شہری علاقہ نہیں ہے '۔

یہاں رک کر، دو ایسے معاملات بیان کرنا مفید ہو گا جو متنازعہ نہیں ہیں: (1) کہ اپیل لینٹ کے لیے الاٹمنٹ 29 دسمبر 1955 کو کی گئی تھی، اس کے دو دن بعد سناد جاری کی گئی۔ لہذا یہ ایک الاٹمنٹ تھی جو 21 مئی 1955 کے بعد کی گئی تھی جب قواعد نافذ ہوئے۔ (2) دوسری بات یہ ہے کہ خسرو نمبر 880، 881 اور 882 کو 10 فروری 1951 کو کھرار کے میونسپل علاقے کو ان پلاٹوں کا احاطہ کرنے کے لیے بڑھا کر شہری حدود میں شامل کیا گیا تھا۔ اس لیے یہ واضح ہو گا کہ الاٹمنٹ کی تاریخ پر الاٹ کی گئی زمین "شہری علاقے" میں تھی اور اس لیے اسے جائز طور پر الاٹ نہیں کیا جا سکتا تھا۔

ہمیں یہ سمجھنے میں اپنی ناکامی کا اعتراف کرنا چاہیے کہ قطعی طور پر وہ امتیازی سلوک کیا تھا جسے اس اصول نے نافذ کیا جس نے اسے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی کے طور پر غیر آئینی قرار دیا۔ جہاں تک ہم جمع کرانے کو سمجھ سکتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ غیر معقول امتیازی سلوک شق کے عمل کی وجہ سے موجود ہے۔ پنجاب اور پی ای پی ایس یو کی ریاستوں میں 21 مئی 1955 سے پہلے کی گئی نیم مستقل الاٹمنٹ کے حوالے سے شق کے تحت، جس کو "شہری علاقہ" سمجھا جانا تھا، اس کا تعین 15 اگست 1947 کو حاصل ہونے والے حالات کی بنیاد پر کیا جانا تھا۔ اپیل کنندہ کے حق میں الاٹمنٹ قواعد کے نافذ ہونے کے بعد کی گئی تھی اور یہ "پہلے سے نہیں کی گئی" تھی۔ لہذا اگر الاٹمنٹ کی تاریخ کو زمین کسی شہری علاقے میں ہوتی تو الاٹمنٹ کو تعریف کے مرکزی پیرا کے ذریعے کنٹرول کیا جاتا اور اس لیے اسے جائز طور پر نہیں بنایا جا سکتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ اسے الگ کر دیا گیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ امتیازی سلوک اس اصول پر مشتمل ہے جس میں اس کے نافذ ہونے کی تاریخ پر تقسیم کی لکیر کھینچی گئی تھی، تاکہ اس بات کا تعین کیا جا سکے کہ الاٹمنٹ درست تھی یا نہیں۔ یہ

وہ امتیازی سلوک ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حکمرانی کے اس ممکنہ عمل میں شامل ہے جس کی تعریف کرنا ہمیں مشکل لگتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ قواعد وضع کیے جانے سے پہلے اب متنازعہ زمین الاٹ کی جاسکتی تھی، لیکن اس وجہ سے یہ تجویز کرنا ممکن نہیں ہے کہ اس سلسلے میں قانون میں تبدیلی کرنے والا قاعدہ جو قانون کے تحت قواعد بنانے کے اختیار کے اندر ہے، غلط ہے۔ اس طرح کا تنازعہ واضح طور پر خود متضاد ہے۔ ہر قانون کا ایک آغاز یا وقت ہونا چاہیے جہاں سے یہ کام کرتا ہے، اور کوئی بھی قاعدہ جو قانون کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتا ہے اسے محض اس وجہ سے غلط نہیں ٹھہرایا جاسکتا کہ اس سے قانون میں تبدیلی آتی ہے۔ بعض اوقات کسی اصول میں ناانصاف ہونے کی استدعا کرنا ممکن ہے جو ماضی سے متعلق اثر کے ساتھ کام کرنے کے لیے بنایا گیا ہے، لیکن یہ کہنا کہ ایک قاعدہ جو ممکنہ طور پر کام کرتا ہے وہ غلط ہے کیونکہ اس طرح ماضی اور مستقبل کے درمیان فرق پیدا ہوتا ہے، وہ ہے جس پر ہم عمل کرنے سے قاصر ہیں۔

اس اپیل میں کوئی خوبیاں نہیں ہیں جو ناکام ہو جاتی ہیں اور اخراجات کے ساتھ مسترد ہو جاتی ہیں۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.04.02 15:04
I attest to the accuracy and integrity of this document